رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ۔۔۔ جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس سے ۔۔۔ اندھیرا ۔۔۔ دکھاؤں گا کہ اک عالم
بشارت کیلئے اک ۔۔۔ کی ۔۔۔ فسبحان الذی اخزی الاعادی

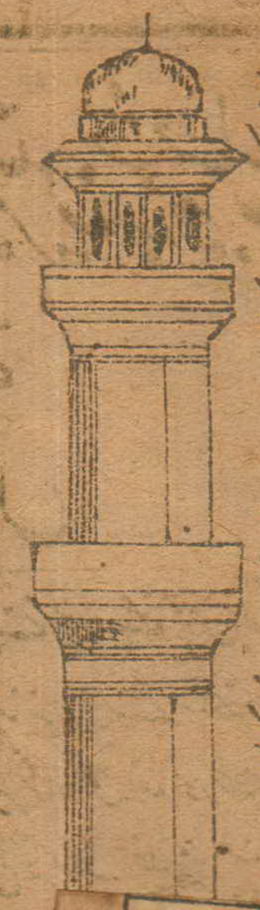

بخدمت مکرم وقت فرصت وزیارت بندہ مکرم افتادہ (الباقی)
از دفتر اخبار فاروق قادیان
نمبر خریدار ۴۴۶ ۔ بجنور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶
بیان ۔ (گورداسپور)
خانصاحب ذوالفقار علیخان صاحب احمدی
بجنور
Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۴ اپریل سنہ ۱۹۱۳ء | نمبر ۱۳

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت جمعہ سے بہت ناساز ہے۔ حضور نمازوں میں بھی بوجہ علالت تشریف نہیں لاتے۔ احباب حضور کی صحت و درازی عمر کیواسطے دردِ دل سے بہت دعائیں کریں کہ خدا تعالےٰ حضور کو صحت کامل عطا کرے۔ آمین ٭

جلسہ غوث گڈھ (چک لوہٹ) جہاں پر خاکسار ایڈیٹر فاروق و مخدومی حضرت پیر حافظ روشن علی صاحب و اخی اکرم مولوی غلام رسول صاحب صوفی آف راجیکی بحکم حضرت خلیفۃ المسیح ۲۴ مارچ کو گئے تھے۔ وہاں سے فائز المرام بخیریت تمام ۳۱ مارچ کو واپس دارالامان آگئے۔ دو روز غوث گڈھ ریاست پٹیالہ میں اور دو روز چک لوہٹ میں اور ایک روز ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ میں احمدیہ جلسے ہوئے۔ زور سے تبلیغ کی توفیق ملی۔ ۸۷ آدمی داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ اس کامیابی کی منشی عبداللہ صاحب سنوری گرداور حلقہ غوث گڈھ و مولوی عبدالحق صاحب احمدی مقیم چک لوہٹ کو مبارکباد دیجاتی ہے۔ کہ ان بزرگوں کی سعی اور اخلاص سے یہ جلسے ہوئے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں ۸۷ جدید احمدیوں کا خدا کے فضل سے اضافہ ہوا۔ مفصل رپورٹ انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں لکھی جائیگی ٭

نماز جنازہ ۔ برادرم منشی شیخ عبدالرحیم صاحب انبالوی کی دختر دو بچے خورد سال چھوڑ کر فوت ہوگئی ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھکر ثواب حاصل کریں۔ اور پسماندگان کے لئے دعا کریں کہ خدا ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

درخواست دعا ۔ اخویم مستری فاد بخش صاحب مخلص احمدی انجینئر برف خانہ دہلی کا بڑا لڑکا کئی سال سے بعارضہ مرگی مبتلا ہے۔ مستری صاحب نے اسکے علاج میں جس کوشش سے کام لیا ہے وہ بے نظیر ہے۔ صدہا روپیہ کی ادویات استعمال کرائیں لیکن صحت کی کوئی صورت تاحال پیدا نہیں ہوئی۔ مستری صاحب سلسلہ کے مخلص خادم اور کٹر احمدی ہیں۔ احباب خاندان کے اور اسکے بیٹے کی صحت کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس عزیز کو صحت اور زندگی عطا فرماوے۔ آمین

تبلیغ رسالت ۔ جلد اول ۳۴۰ صفحہ تک چھپکر تیار ہے۔ قادیان میں چھپائی کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے باقی کاپیاں مرتسر چھپوانے کے واسطے خاکسار خود لے آیا ہے۔ امید ہے کہ اب جلد چھپ جائیگی۔ اور جلد اول ۱۵ اپریل سے پہلے شائع ہو جائیگی۔ دوسری جلد کاتب نے لکھنی شروع کردی ہے۔ الحمد للہ

ڈاکخانہ قادیان کے متعلق جو سلسلہ مضمون فاروق میں چھپ رہا ہے۔ اس کا تیسرا نمبر بوجہ میرے سفر چلے جانے کے اس پرچہ میں شائع نہیں ہو سکا۔ آئندہ پرچہ میں انشاء اللہ نکلیگا ٭

سب پوسٹماسٹر قادیان بابو نبی بخش نے باوجود نوٹس دینے کے اپنے ان الفاظ تک آمیز کو واپس نہیں لیا۔ اسلئے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے ان پر استغاثہ فوجداری زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر میں دائر کر دیا ہے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قاضی لم یق والے مضمون پر جو مقدمہ ہتک عزت کا ولایت علی نامی کسی شخص نے خاکسار ایڈیٹر فاروق پر دائر کیا ہوا ہے۔ وہ سرسری تحقیقات کے واسطے ۲ اپریل کو عدالت تحصیلدار صاحب بٹالہ میں پیش ہوا۔ جو کارروائی ہوئی وہ مفصل اگلے پرچہ میں دی جاویگی ؛

بشارت عظیمہ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص ممبر مولوی سید اختر علی صاحب انسپکٹر پولیس بھاگلپور سے خوشخبری دیتے ہیں۔ کہ حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کی دعاؤں سے گورنمنٹ نے ان کو تمام الزامات سے بری کر دیا۔ اور ان کو عہدہ انسپکٹر پولیس پر بحال فرمایا۔ اور وعدہ کیا کہ بعد منظوری گورنمنٹ ان کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی کر دیا جائیگا۔ مولوی صاحب موصوف تمام احباب سلسلہ کا جنہوں نے دعاؤں سے ان کی امداد کی۔ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور آئندہ ترقی درجات کے لئے دعا کے خواستگار ہیں۔ الحمد للہ کہ خدا نے فضل عظیم آپ پر کیا۔ انشاء اللہ وہ قادر خدا آئندہ بھی آپ کو کامیاب رکھے گا۔ آپ را نجی تعنیات ہوئے ہیں ؛

قاضی لم یق صاحب

(نمبر ۹)

مولانا ذبیح اللہ صاحب جب اٹھے تو ساتھ ہی انگلیاں اٹھیں کہ وہ مرزائی۔ ابھی یہ کیا بولیگا۔ جو عقدے قاضی لم یق نے ڈال دئے ہیں۔ انہیں کیونکر کھولیگا۔

مولانا نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ اپنے کلمہ گو بھائیوں کو مخاطب کیا کہ صرف اعتراضات کرنا شیوہ ایمان نہیں۔ اعتراض کرنے والوں نے تو قرآن مجید کو بھی غیر فصیح اور بعض کتب سابقہ سے ماخوذ کہدیا۔ لیکن اس کی مثل نہ لا سکے۔ اور لو نشاء لقلنا مثل ھذا ہی کہتے رہے۔ اسیطرح یہ عقیدہ کئی برس سے چھپ کر شایع ہو چکا ہے۔ اور تحدی کے ساتھ اعلان کیا گیا ہے کہ ایام مقررہ کے اندر کوئی اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہو گا۔ بلکہ جو جواب کے لئے کھڑا ہو گا۔ وہ ناکام ہلاک ہو گا۔ تعجب ہے۔ کہ اتنے بڑے بڑے مدعیان علم و فضل موجود ہیں۔ مگر کسی کو یہ حوصلہ نہیں ہوتا۔ کہ اس قصیدہ کے جواب میں قصیدہ لکھدے۔ بس یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو لکھدیں۔ جناب لم یق صاحب کو اپنے علم پر غرہ ہے اور وہی اس کا جواب۔ بلکہ اگر ناراض نہ ہوں تو میں کہدوں کہ اسے صحیح پڑھکر ہی دکھائیں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کرینگے۔ البتہ کسی کی کاسہ لیسی سے چند اعتراضات کر دے جو رب کے رب علمی اور جہالت از لسان عربی کا ثبوت ہیں

اپنے لکھم کالاجلاف من غیر فطنۃ میں یہ اعتراض کیا ہے کہ اجلاف بمعنی کمینہ صحیح نہیں یہ دیکھئے منتخب اللغات ہمیں فرمایا ہے (کمینہ) اسکے معنے لکھے ہیں۔ اب فرمایئے اسپر اعتراض کرنا بعید از انصاف اور ہمہ اقتحاف ہے یا نہیں؟

۲۔ وایدہم روح امین فالبشر والیہ یہ اعتراض کیا ہے کہ اسمیں شرک لازم آتا ہے۔ بحالیکہ والملائکۃ بعد ذلک ظہیر فرشتوں کو رسول کا پشتی بان بنایا ہے کیا اسے بھی شرک قرار دوگے پھر حدیث میں آتا ہے۔ الروح الامین سوکر۔ کیا یہ شرک نہیں اعتراض ایسا نہیں کرنا چاہیئے جس کا نشانہ رب ہے ادل خدا اور اس کا رسول بنے ؛

۳۔ الی الجانب الغربی والبجند جمردوا پر اعتراض ہے کہ جمردا متعدی نہیں قاموس ملاحظہ ہو۔ جمع کیا۔ معنے لکھے ہیں ؛

۴۔ رضوا بعد تکرار وبحث بثلثہا۔ اسپر اعتراض ہے کہ بحث متحرک الکار ساکن الکار ہوتا ہی نہیں ایسا ہی ثلث۔ حالانکہ بحث متحرک الکار آتا ہی نہیں۔ البتہ ثلث بسکون ہی آتا ہے اور بالضمہ بھی۔

۵۔ ملائکۃ مجسمۃ مثل نقش بنکر۔ اسپر کہا ہے نقش کے معنے مورت کے نہیں۔ حالانکہ لسان العرب (کتاب لغت) میں یہ معنے موجود ہیں

(۶) الطوف لمرضات الحبیب کہا تم پر اعتراض کیا ہے کہ مرضات صحیح ہے۔ اور اسطرح وزن میں خلل پڑتا ہے۔

قاضی صاحب! یہ مرض کی جمع نہیں بلکہ رضی کی مصدر ہے اور مرضاۃ ہی صحیح ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بھی آتا ہے۔ و من الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ یہ جواب دیکر مولانا نے قاضی لم یق صاحب کے ان الفاظ پر جرح شروع کی جو انہوں نے اپنی فضیلت علمی جتانے کے لئے اثناء تقریر میں بولے تھے۔ جو بالکل خلاف محاورہ اور غلط تھے اپنی ایک دو لفظ کے متعلق کچھ فرمایا کہ خاندان رطل بوق نے اپنی خفت دیکھ کر بعض لونڈوں کو اشارہ کر دیا۔ اوپر سے ڈھیلے

خریت فضل اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہمنے محض اللہ تعالے کے فضل سے بڑی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ اور حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالے کے فضل و کرم سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھہرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر راہ دار البقاء لیتی تھی۔ جنکے حمل قبل از وقت ضایع ہو جایا کرتے تھے یا مردے پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض اللہ تعالے کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا کے فضل اور رحم پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرمادیں۔ قیمت بلحاظ محنت اور خوراک کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فایدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ ۱ عہ علاوہ محصول ڈاک

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ کنکرے اور ضعف بصر کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (۳ر)

المشتہر

نظام جان و عبد الرحمن کاغانی قادیان (گورداسپور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - یوم پنجشنبہ ۴ - اپریل ۱۹۱۸ء

صداقت مسیح موعودؑ

(نوشتہ مولانا صدرالدین صاحب ساکن مونگ)

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہید ۱ - (۱) آج اس صدی میں جسمیں ہم ہیں۔ ایک تنازعہ عظیم برپا ہے۔ جیسا کہ عام دستور ہے کہ ہر ایک جھگڑے میں دو فریق ہو جاتے ہیں۔ یہاں بھی یہی حالت ہے۔ تنازعہ یہ ہے کہ ۱۲۹۰ھ سے ایک شخص میرزا غلام احمد صاحب نام ولد میرزا غلام مرتضےٰ صاحب رئیس اعظم ساکن موضع قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب ملاک انڈیا نے یہ دعوےٰ کیا ہوا ہے۔ کہ "میں مہدی۔ مسیح موعود۔ مجدد وقت۔ رسول نبی۔ کرشن اوتار ہوں۔ میرے ساتھ خدا تعالےٰ ہمکلام ہوتا ہے۔" میری بیعت کرو اور نجات پاؤ۔" اس مدعی مہدویت ورسالت کو ایک فریق مانتا ہے۔ اور دوسرا برسرپیکار ہے اگرچہ مدعی مذکور کے مخاطبین اور مبعوث الیہم تمام اقوام عالم ہیں لیکن میرا منشاء صرف یہ ہے کہ میں اپنے صرف مسلم بھائیوں کو مخاطب کروں۔ اور اپنے دائرہ کلام کو صرف مسلم دنیا تک محدود رکھوں ؛

(۲) قرآن کریم پارہ ۵ ربع ۲ کے شروع میں فرماتا ہے فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر ۱۲ - نیز پارہ ۵ ربع ۲ میں ارشاد ہوتا ہے - فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ۱۲۔

ان ہر دو آیات کا منشاء یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دو باتوں کا حکم مومنین کو دیتا ہے :-

(ا) جب کوئی تنازعہ باہمی ہو جاوے۔ تو تم اس کا فیصلہ قرآن شریف اور حدیث سے کرو۔ (ب) جو فیصلہ ہو اس میں پس وپیش نہ کرو۔ اور اسکے آگے سر تسلیم خم کردو جب منطوق آیات بالا ہم مسلمانوں کو بھی اس تنازعہ کا فیصلہ قرآن شریف اور رسول کریمؐ سے پوچھنا چاہیئے۔ اور جو فیصلہ ہو۔ اسکے آگے لیت ولعل نہ کریں۔

پس یہ عاجز بھی اپنے مدعا کے اثبات میں اسی اصول پر کاربند ہوگا ؛

(تمہید ب) قبل اسکے کہ مضمون متعلقہ کو شروع کیا جاوے ناظرین کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اس مضمون کو محض خدا کے لئے پڑھیں۔ اور صرف طلب حق نیت رکھیں۔ اور علیحدگی میں ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں۔ بصورت مفید ہونے کے اس پر عمل کریں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(ج)

ہم مضمون ہذا کو واضح کرنے کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب پر تقسیم کرتے ہیں :-

(۱) قرآن کریم کے معانی بیان کرنے کا معیار کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ احادیث نبوی کس طرز پر لی جاوینگی ؛

(۲) کیا قرآن شریف اور حدیث کے رُو سے یہ ممکن ہے کہ بعد رسول اکرم (صلے اللہ علیہ وسلم) نبوت کا دعوےٰ کیا جاوے یا یہ کہ کوئی مامور ہو۔ یا یہ کہ خداوند عالم کسی کے ساتھ ہمکلام ہو ؛

(۳) کیا قرآن کریم نے اُمت محمدیہ کے ساتھ نمبر (۲) کا وعدہ بھی فرمایا ہے ؟

(۴) کیا قرآن کریم کے رُو سے کسی اور اُمت کا شخص اس اُمت کی اصلاح کر سکتا ہے ؟

(۵) کیا قرآن کریم نے کوئی موعود بھی ذکر فرمایا ہے ؟

(۶) کیا قرآن کریم نے کوئی معیار صداقت بھی بیان فرمایا ہے ؟

(۷) کیا موجودہ مدعی (جس کی شناخت ان معیاروں کے رُو سے صادق ؟

(۸) بصورت صادق ہونے مدعی کے منکرین کس حالت میں ہونگے۔ قرآن کریم کے رُو سے میں اُمید کرتا ہوں کہ ان آٹھ نمبروں پر کافی روشنی پڑ جانے کی صورت میں یہ مسئلہ بھی طرح ذہن نشین ہو جاویگا ؛

(۱) قرآن کریم فرماتا ہے :- واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ (پارہ ۳ - اخیر سورۃ بقرہ) یعنے متقی بنو۔ خدا تعالےٰ خود تمہارا معلم بن جاوے گا۔ پس اصل گر تو یہی ہے کہ انسان متقی بنے۔ خود خداوند عالم اس کو اپنے کلام کے معانی سمجھا دیگا۔ لیکن اسکے سوا ایک اور آیت شریف بھی ہے جو رہنمائی کا کام دیتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ ولو کان (ھذا القرآن) من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (دیکھو پارہ ۵ نصف) جس کا ترجمہ یہ ہے :- کہ اگر (بفرض محال) یہ قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا (بلکہ محمدؐ کا خود ساختہ ہوتا) تو وے اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن میں اختلاف نہیں ورنہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ اب اختلاف کی انواع حسب ذیل ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جاوے ؛

(۱) باہمی آیات میں اختلاف معانی نہیں ہوگا ؛

(۲) لغت عرب یعنی محاورہ مستدارہ کے مخالف نہیں ہوگا ؛

(۳) اپنے منصوب الیہ کی شان کے مخالف نہ ہوگا ؛

(۴) اپنے اصل موضوع یعنے ہدایت عامہ کے مخالف نہ ہوگا

(۵) کوئی معنے اللہ تعالےٰ کی شان قدوسیت کے برخلاف نہ ہوگا ؛

(۶) محکم آیت کے مخالف نہ ہوگا ؛

(۷) خلاف واقعہ نہ ہوگا ؛

(۸) فطرت انسانی کے برخلاف نہ ہوگا ؛

(۹) صحیح حدیث کے برخلاف نہ ہوگا ؛

(۱۰) عقل سلیم ووجدان صحیح کے برخلاف نہیں ہوگا ؛

وتلک عشرۃ کاملۃ - یعنے کرنے کا معیار تو یہی ہوا۔ اب یہ بحث ہے کہ احادیث اور قرآن کریم کا باہمی تعلق کیا رکھنا ہوگا سو اسکے متعلق عرض ہے۔ کہ خداوند عالم فرماتا ہے :- انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ضرور ہم ہی نے الذکر یعنے قرآن کریم کو اتارا اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔ ادھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ یعنے کہ ہمارا رسول اپنی خواہش نفسانی سے نہیں بولتا۔ بلکہ ہمارا بلایا بولتا ہے۔ پس ہر دو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آیات کے ملانے سے مندرجہ ذیل اُمور واضح ہوئے ؛

(۱) قرآن کے ساتھ وعدہ حفاظت ہے ؛

(۲) رسُول کا کلام بھی وحی الٰہی ہے ؛

پس حدیث اور قرآن آپس میں مختلف نہونگے ؛

اور چونکہ قرآن کریم زیادہ محفوظ ہے۔ اسلئے اگر کوئی حدیث اسکے مخالف مفہوم رکھے۔ تو اول اس کو قرآن کریم کے ماتحت کرینگے۔ اگر موافق نہ ہوسکے۔ تو مجبوراً ہم اس حدیث کو چھوڑ دینگے۔ اور اس کو حدیث نہ کہیں گے بلکہ وہ ایک موضوع کی قسم ہوگی۔ جو بعد میں کسی غرض اور مدعا کو پورا کرنے کے لئے وضع کیگئی ہے ؛

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن اور حدیث کے درمیان ایک اور درجہ بھی ہے۔ جو کہ "سنت" کے نام سے موسوم ہے وہ بہرحال حدیث سے مقدم ہوگا۔ اور حدیث کی صحت وغیرہ پر اس کا بھی اثر ہوگا۔ پس بطور خلاصہ یہ ہُوا کہ :-

(۱) قرآن اور حدیث اور سنت باہم موافق ہیں ؛

(۲) بصورت عدم توافق ۲ و ۳ کی تاویل کرینگے ؛

(۳) تاویل نہ ہونے کی صورت میں متروک ؛

یہاں پر نمبر (۱) ختم ہُوا۔ اب نمبر ۲ شروع ہوتا ہے

(۲)

اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لا یکلف اللہ نفسًا الا وسعہا (پارہ ۸ سورہ انعام) کہ میں اللہ تعالےٰ کوئی حکم فطرت انسانی کی طاقت سے بالاتر نہیں دیتا جو حکم ہوگا۔ وہ قابل عمل ہوگا۔ اور جو وعدہ ہوگا۔ وہ ممکن الوقوع اور ممکن الحصول ہوگا ؛

(۲) سورہ فاتحہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ یعنی (اے بندگان خدا) تم درخواست کرو۔ کہ اے ہمارے اللہ ہم کو بالکل سیدھی راہ پر چلا۔ پھر خود ہی تشریح فرمائی۔ کہ وہ صراط مستقیم کیا ہے۔ صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ یعنے ان لوگوں والی راہ جن پر تیرے انعام ہوئے نہ ان کی جو تیرے مامورو کو نہ مان کر تیرے غضب میں آئے۔ اور نہ ان کی جو حد سے بڑھ جانے کے باعث گمراہ ہوئے۔ آمین یا اللہ تو ایسا ہی کر۔ پھر آگے چلکر ان لوگوں کے نام گنائے جنہوں نے انعام پائے۔ ملاحظہ ہو آیت ذیل پارہ ۵ من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقًا۔

ترجمہ یہ ہے۔ کہ وہ تمام لوگ جو اللہ اور رسُول کی اطاعت کریں۔ وہ تمام حسب مراتب ان لوگوں کے ساتھ ہونگے۔ جن پر اللہ کا انعام ہُوا۔ اور وہ حسب ذیل ہیں :- نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح۔ یہ بھی ساتھ ہی واضح رہے۔ کہ آیت ہذا نے یہ بھی فیصلہ فرمادیا کہ یہ ہر چہار مدارج محض اس صورت میں حاصل ہونگے۔ جبکہ اللہ اور اسکے رسُول کی اطاعت کی شرط کے ساتھ وابستہ ہوں ورنہ ہرگز نہیں۔ اب بات صاف ہے کہ کوئی استثنار اس امر کا نہیں کہ نبوت نہ ملیگی۔ اور باقی مدارج مل جاوینگے

نیز چونکہ حسب آیت الیوم اکملت لکم دینکم۔ دین کامل ہوچکا ہے۔ اسلئے تشریعی نبی کی بھی ضرورت نہیں۔ ہاں غیر تشریعی نبی اور امتی نبی آسکتا ہے۔ اگر یہ درجہ نہ ملنا ہوتا۔ تو کیوں اللہ تعالےٰ ہمیں ایسی درخواست کرنے کا حکم فرماتا۔ وہ تو خود وعدہ فرماتا ہے۔ کہ لا یکلف نفسًا الا وسعہا مقام تعجب ہے۔ کہ حکم بلا استثنار ہوتا ہے۔ اور یہاں ہمارے مخالف الرائے بھائی خواہ مخواہ ایک الگ راہ بناتے ہیں۔ اور پھر یہ اللہ تعالےٰ پر ایک الزام ہے۔ کہ وہ صرف نعوذ باللہ ہمیں خوش کرنے کے لئے ایک چال چلتا ہے۔ دنیا تو ہے کچھ نہیں۔ البتہ وعدہ دے رکھا ہے۔ دیکھو کیسا صاف وعدہ ہے۔ من یطع اللہ الی آخرہا۔ کہ جو اطاعت کرے۔ وہ یہ درجہ پالیوے پس تقریر بالا سے امور ذیل صاف ہوئے :-

(۱) خدا تعالیٰ کا کوئی حکم اور وعدہ ایسا نہیں کہ جس پر عمل نہ ہوسکے یا جو نہ مل سکے ؛

(۲) سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سیدھی راہ طلب کرو ؛

(۳) سیدھی راہ منعم علیہم انعام یافتہ گروہ والی ہے ؛

(۴) انعام یافتہ گروہ یہ ہیں :- نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح

(۵) کوئی استثنار نہیں کہ فلاں نوع انعام یافتگاں کی اب مفقود ہے ؛

(۶) تمام مدارج عالیہ اطاعت رسُول میں مل سکتے اور پائے جاسکتے ہیں۔ خاتم النبیین والی آیت کے یہ معنے کرنے کہ اب جناب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت بند ہے۔ صحیح نہیں۔

(۱) اسلئے کہ پھر اختلاف واقع ہوجاویگا۔ جو حسب ضمنی نمبر ۱ ممنوع ہے ؛

(۲) اسلئے کہ اگر یہاں نبوت کی بھی نفی ہو۔ جو ابوت روحانی ہے تو پھر معترض کا اعتراض کہ آپ معاذ اللہ ابتر ہیں۔ صحیح ہوگا اور یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ ان شانئک ھو الابتر کے ماتحت آپ کا دشمن ابتر ہے نہ آپ۔ زیر آیت وازواجہ امہاتھم۔ کہ آپ کی بیویں مومنوں کی مائیں ہیں۔ آپ مومنین کے روحانی باپ ہیں۔ اور ہم فرزند۔ اور لائق فرزند تو نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اعلیٰ درجہ یہی ہے۔ باقی رہی حدیث "لا نبی بعدی" والی۔ تو چونکہ یہ اپنے مفہوم عام کے اعتبار سے قرآن کے مخالف ہے۔ اسلئے اس کی تاویل کرنی ہوگی۔ اور وہ یہ کہ حدیث صرف اس واقعہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور نیز دوسری حدیث اسکے خلاف بھی موجود ہے۔ جو آپ نے اپنے لڑکے ابراہیم کی وفات پر فرمایا کہ۔ لو عاش ابراھیم لکان صدیقًا نبیًا۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ضرور صدیق نبی ہوتا۔ اور جب یہ حضور نے فرمایا۔ اس وقت خاتم النبیین والی آیت اُتر چکی تھی۔ اگر نبوت بند تھی۔ تو کیوں آپ نے فرمایا۔ کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ بلکہ یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ خواہ ابراہیم زندہ رہتا تو بھی نبی نہ ہوتا۔ لیکن آپ اسکے برخلاف یہ فرمارہے ہیں کہ اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم جناب رسولؐ کے ذہن مبارک میں یہ بات نہ تھی کہ میرے بعد یہ دروازہ ختم ہے۔ اور آپ کا حضرت عمرؓ کو یہ فرمانا کہ لو کان بعدی نبی لکان عمر۔ تو یہاں نبوت تشریعی کی نفی ہے۔ کیونکہ جناب رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دیکھ چکے تھے۔ کہ حضرت عمرؓ کا مذاق کس قسم کی موزونیت رکھتا ہے۔ اور کیسی اعلیٰ مناسبت ہے قانون سازی کے ساتھ۔ پس حاصل کلام یہ ہُوا کہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت تشریعی بند ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اب اسکی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ شریعت مکمل ہوچکی ہے۔ اور نبوت بغیر اضافہ نبی اعظم بھی ناممکن ہے۔ اسکی ہر تصدیق اور سرٹیفکیٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطاعت کے سوا یہ راہ مسدود ہے۔ پس ایسا نبی جو غیر شرعی ہو اور کامل اطاعت کرنے والا ہو۔ وہ آ نہیں سکتا ہے۔ جس کی طرف یہ اشارہ موجود ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ کہ نبوت بشارات باقی ہے۔ اور باقی بندیاں نمبر ۲ ختم ہوا۔ اب نمبر ۳ کو لیتے ہیں :-

(۳)

نمبر ۳۔ (۱) وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون (پارہ ۱۸ سورۃ نور)

(۲) من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ پارہ ۵ سورہ نساء

(۳) والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ پارہ سورۃ -

آیت نمبر ۱ کا یہ ترجمہ ہے کہ اللہ نے وعدہ کر لیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں ایماندار ہیں۔ اور جنھوں نے بھلے کام کئے ہیں۔ کہ انکو ضرور خلیفہ بنائیگا زمین میں۔ جیسے کہ خلیفہ بنایا ان سے پہلے لوگوں کو۔ اور بیشک ان کے دین کو مضبوط کرے گا۔ ان کے لئے جس کو ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اور ان کو خوف کے بدلے میں امن عنایت فرمائیگا۔ وہ خالص میری ہی عبادت کیا کرینگے۔ اور شریک نہ کرینگے۔ میرے ساتھ کسی چیز کو۔ اور جو کوئی ناشکری کرے اسکے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں ✤

آیت نمبر ۲ - اس کا ترجمہ گذر چکا ✤

آیت نمبر ۳۔ کا یہ ترجمہ ہے۔ کہ جو لوگ ہماری ذات کے لئے مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہم ضرور ان کو اپنی طرف آنے والی راہوں کی رہنمائی کرتے ہیں ✤

اب حسب مفہوم آیات بالا بات بالکل صاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار مجاہدین کے ساتھ وعدہ ہے۔ کہ وہ ان کو وہ تمام برکات عطا فرمائیگا۔ جو ہم سے پہلوں کو دئے گئے۔ اور ان برکات میں سے ایک درجہ نبوت ہی ہے لیکن چونکہ اطاعت رسول اور الیوم اکملت کی شرط ساتھ ہیں اسلئے یہ درجہ انہی قیود کے ساتھ مقید ہوگا۔ نہ الگ۔ ورنہ اختلاف لازم آئیگا۔ جو ممنوع ہے۔ اور وعدہ وہی ہے جو دیا جائیگا۔ نہ صرف زبانی خوش کرنے کو۔

اب یہاں نمبر ۳ ختم ہوا۔ اب نمبر ۴ شروع ہوتا ہے

(۴)

نمبر ۴۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر پارہ ۴ ربع ۱

(۲) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ پارہ ۴ ربع ۱

(۳) ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال انی من المسلمین ✤

ترجمہ آیت نمبر ۱ کا یہ ہے کہ ضرور تم میں سے ایک گروہ ہو جو نیکی کی طرف بلادیں۔ اور بھلائی کا حکم دیں۔ اور برائی سے روکیں۔ اور نمبر ۲ کا یہ ہے۔ کہ تم اے امت محمدیہ اچھی اور عمدہ امت ہو۔ کہ لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔ گویا کہ خیر الامم ہونے کی وجہ بیان فرمائی کہ تم معلم الخیر ہو۔ اور ترجمہ آیت ۳ کا یہ ہے کہ ایک ہی شخص اچھی باتیں کرنیوالا ہے۔ وہ کون؟ جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال کرے اور اسلام کا اقرار کرے۔ پہلی دو آیات کا مطلب یہ ہے کہ (۱) امت محمدیہ میں سے ایک گروہ ہونا چاہیئے۔ جو نیکی بتلائے اور برائی سے روکے ✤

(۲) یہ امت دوسری امم سے بہتر ہے۔ جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ تم لوگوں کو نیک امر بتاتے اور برے امور سے روکتے ہو ✤

تیسری آیت میں داعی الی الخیر کی فضیلت بیان فرمائی گئی کہ وہی سب سے بہتر ہے۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ کوئی چیز دوسری سے بہتر صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ جب کوئی وجہ خیریت اسمیں پائی جاوے۔ ورنہ یہ کہنا درست نہ ہوگا۔ کہ فلاں چیز دوسرے سے افضل ہے پس جبکہ امت محمدیہ کی فضیلت دوسری امتوں پر اسی بات میں ہے کہ وہ داعی الی الخیر ہے۔ تو جب تک یہ وصف اس امت میں نہ ہوگا یہ امت دوسری امتوں سے افضل نہ ہوگی۔ اور امت محمدیہ کا افضل ہونا مسلم اور طے شدہ امر ہے۔ پس معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کی اصلاح اپنے ہی آدمی کر سکتے ہیں۔ ورنہ یہ سند جو اس کو بارگاہ رب العزت سے ملی ہے۔ چھینی جاویگی اور وہ دی جا چکی ہے۔ پس کوئی خواہ عیسیٰ ہو یا موسیٰ ہو۔ یہاں اس کی گنجائش نہیں۔ ان آیات سے تو یہ ثابت ہوا کہ اپنے ہی اصلاح کریں۔ اب سوال کا دوسرا پہلو رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ کیا کوئی ایسی آیت بھی ہے۔ جس سے بصراحت معلوم ہو سکے۔ کہ دوسری امت کے آدمی اس امت کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ اب میں اسی کو لیتا ہوں۔ ملاحظہ ہوں آیات ذیل :-

(۱) قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (کہدے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہوں)

(۲) موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے۔ اذھب الی فرعون انہ طغیٰ۔ (فرعون کی طرف جا کہ وہ سرکشی کا ارتکاب کر رہا ہے)

(۳) حضرت عیسیٰ کے متعلق حکم ہے۔ ورسولا الی بنی اسرائیل (کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہے)

(۴) حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق حکم ہوتا ہے۔ ارسلنا نوحا الی قومہ۔ (ہمنے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا)

آیت نمبر ۱ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہماری سرکار فضیلت مآب صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی طرف مبعوث کئے گئے۔ اور باقی ہر سہ آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ انبیاء خاص خاص اقوام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے۔ یہ امر تو مبرہن ہے۔ کہ انبیاء صرف اتنی ہی قابلیت عطا کی گئی جن کی ان کو ضرورت تھی۔ اس سے زائد نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بلا ضرورت کوئی کام نہیں کرتا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ وہ انبیاء جو رسول اللہ صلعم سے پہلے مبعوث کئے گئے وہ خاص اقوام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ اب جناب رسول اللہ کی قابلیتوں اور انبیاء سابقین کی قابلیتوں میں فرق ضرور ہونا چاہیئے۔ اور ضرور ہے۔ پس کیا یہ ممکن ہے۔ کہ سوائے رسول اللہ کے یا جناب کی تربیت یافتہ امت کے دوسرا کوئی ہماری اصلاح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہہ سکے راسے یہ قابلیت عطا ہی نہیں ہوئی جس کے لئے وہ بھیجا گیا۔ پس معلوم ہوا کہ سابقہ اُمت کا کوئی بزرگ خواہ وہ کوئی ہو (عیسےٰ ہو یا موسیٰ) اس اُمت کی اصلاح نہیں کر سکتا ؛

دوسری آیت ایک اور ہے۔ وعد اللہ الذین یہ آیت نمبر ۳ میں گذر چکی ہے۔ اس آیت میں ایک لفظ ہے جو کما ہے۔ یہ قابل لحاظ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُمت ہذا پہلی اُمتوں کے مشابہ ہے لیکن عین نہیں یعنی خود ہی نہیں۔ اب یہ ضروری ہے۔ کہ دو متماثل اشیاء الگ الگ ہوں۔ ہاں صفات میں بیگانگت ہو۔ پس یہ تو ہو سکیگا کہ باہم متشارک فی الصفات ہو لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض اشیاء ایک کی دوسرے میں لے آویں۔ پس اسوجہ سے بھی امت حالیہ کا کوئی شخص بعینہٖ اس اُمت میں اصلاح تو الگ رہی۔ ویسے بھی نہیں آسکتا۔ ورنہ مشابہت مفقود ہوتی ہے۔ اور وہ ناجائز ہے۔ پس ہر دو آیات نے فیصلہ کر دیا کہ غیر کو اس مجلس میں دخل نہیں۔ اب اگر حضرت مسیح زندہ بھی ہو۔ تاہم وہ یہاں آ ہی نہیں سکتا۔ زندہ رہے۔ چشم ما روشن دل ما شاد ؛

لیکن بات یہ ہے۔ کہ قرآن کریم ان کو زندہ نہیں رہنے دیتا۔ اسلئے ہم مجبوراً ان کو مُردوں میں مانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو آیت ذیل۔ پارہ ۴ ربع ۱۰۔

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ محمدؐ صرف رسول ہیں۔ اور وہ گذر گئے۔ جیسا کہ ان سے پہلے انبیاء گذر گئے۔ حضرت ابابکر صدیق رضؓ خلیفہ اوّل کا خطبہ۔ پھر اس آیت سے انبیاء گذشتہ کی موت پر استدلال۔ پھر صحابہؓ کا سکوت۔ یہ تینوں اُمور وفات مسیح کو ثابت کر رہے ہیں۔ ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں۔ جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ فوت ہو کر مرفوع الی اللہ ہو گئے۔ اب کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم رہ جاتا ہے۔ کہ یہاں ابن مریم ہے۔ اور اسکے لئے نزول کا لفظ ہے۔ اس کو قرآن کریم کے تابع کرتے ہیں۔ آسمان کا لفظ موجود نہیں۔ نزل سے مُراد اعزاز دنیا ہے۔ ابن مریم کی تشریح امامکم منکم نے کر دی۔ وہ ابن مریم جو نصاریٰ کا پیغمبر تھا۔ فوت ہو چکا۔ اب اس کا مثیل مُراد ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اور یوحنا کی مثال سے ظاہر ہے۔ ورنہ اختلاف لازم ہو گا۔ نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ آخر میں یہ اُمت مثل یہود ہو جاوے گی۔ پس حسب مقولہ مشہورہ لکل فرعون موسیٰ۔ یہود کے لئے ابن مریم ہی چاہیئے نہ اُمت محمدیہ فی الواقعہ یہود ہے۔ اور نہ آنیوالا بعینہٖ ابن مریم۔

پس خلاصہ نمبر ۴ حسب ذیل ہوا ؛

(۱) اسی اُمت کا فرض ہے کہ وہ ایک گروہ مصلحین کا اپنے میں قائم رکھے ؛

(۲) اُمت محمدیہ کو جو فضیلت دوسری اُمم پر حاصل ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ دوسروں کی اصلاح خود کرے۔

(۳) غیر شخص جو اس اُمت کا نہ ہو۔ قابلیت نہیں رکھتا کہ وہ اس اُمت کی اصلاح کر سکے ؛

(۴) حضرت مسیح اگرچہ زندہ ہوں۔ اوّل تو اصلاح کر ہی نہیں سکتے۔ اور نیز وہ فوت شدہ ہیں ؛

(۵) ابن مریم سے مُراد مثیل ابن مریم ہے۔ جیسا کہ اس اُمت کے یہود ہونے سے۔ اوصاف یہودیت حاصل کر لینے مُراد ہیں۔

یہاں نمبر ۴ ختم ہو گیا۔ اور اب نمبر ۵ شروع ہوتا ہے

(۵)

نمبر ۵۔ بنی اسرائیل پارہ ۱۵۔ بعد از ربع اوّل۔ (۱) وان من قریۃ الا نحن مہلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا ؕ کان ذلک فی الکتاب مسطورا ؕ

(۲) قصص پارہ ۲۰۔ بعد از نصف۔ ما کان ربک مہلک القریٰ حتی یبعث فی امھا رسولا یتلوا علیھم اٰیاتنا ؛

(۳) سورہ صف۔ قول عیسیٰ ابن مریم۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ؛

پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بطور پیشگوئی فرماتا ہے۔ ہم قیامت کے پہلے ہر ایک بستی کو ہلاک کرینگے یا اُسے سخت عذاب دیویں گے۔ یہ تحریری وعدہ ہے جس کا خلاف نہ ہو گا۔ دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ عام عذاب بستیوں پر اسوقت نازل ہوتا ہے۔ جبکہ ان میں کوئی رسول بھیجا جاوے جو اُن کو ہماری آیات پڑھکر سنا دے۔ تیسری آیت میں حضرت مسیح کی ایک پیشارت ہے۔ کہ میرے بعد ایک رسول آنے ہے جس کا نام احمد ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ :-

(۱) خدا کا وعدہ ہے کہ وہ قیامت سے قبل بستیوں کو ضرور ہلاک کرے گا یا سخت عذاب دیگا ؛

(۲) بستیوں کی ہلاکت اسوقت آتی ہے جبکہ کوئی رسول مبعوث ہو ؛

(۳) حضرت مسیح ایک رسول کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام احمد ہو گا

یہاں ہی یہ خدشہ بھی دور کر دینا مناسب ہے کہ کیا یہ پیشگوئی رسول اکرم نبی اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پوری ہو گئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک۔ آپ احمدؐ بھی ہیں اور محمدؐ بھی لیکن آپ کا نام (بطور ذاتی اسمار) احمدؐ نہیں بلکہ محمدؐ ہے (صلے اللہ علیہ وسلم) چنانچہ قرآن مجید میں محمد رسول آیا ہے کلمہ شہادت میں بھی محمد رسول اللہ ہے۔ اذان میں۔ التحیات میں درود میں یہی اسم مبارک وارد ہے۔ حتیٰ کہ جو جناب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگشتری کھدوائی تھی اس پر بھی محمد رسول ہی لکھوایا تھا۔ جو خطوط جناب نے سلاطین زمانہ کی طرف لکھے۔ ان میں محمدؐ ہی اپنا نام لکھوایا۔ آپ کا شجرہ نسب محمد بن عبد اللہ سے ہی شروع ہوتا ہے۔ مہر نبوت میں بھی یہی اسم مبارک تھا (صلے اللہ علیہ وسلم) پس یہ احمدؐ کوئی اور ہی ہے وہ نہیں۔

یہاں نمبر ۵ ختم ہوا۔ نمبر ۶ شروع ہو گا

نمبرات خمسہ کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

(۱) قرآن شریف میں اختلاف نہیں ہے ؛

(۲) بعد از رسول اکرمؐ نبوت ممکن ہے۔ جو اتباعی نبوت ہو گی

(۳) اطاعت رسول کی شرط کے ساتھ وعدہ بھی ہے کہ نبوت ملیگی

(۴) کوئی اور اس اُمت کی اصلاح نہیں کر سکتا ؛

(۵) ایک رسول کی نسبت خبر ہے جس کا نام احمدؐ ہو گا۔

(۶) اور وہ حدیث جسمیں آپ نے امام مہدی کی خبر حسب عقیدہ مشہورہ دی ہے۔ اس میں اسمہ احمد فرمایا۔ جس کی تشریح کرتے ہوئے اسمہ سے مُراد محمدؐ بیجا کر کہتے ہیں کہ امام موعود کا نام محمدؐ ہو گا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶)

نمبر ۶ (۱) فلا یظهر علی غیبه احدًا الا من ارتضی من رسول ۔ دیکھو۔

(۲) کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ دیکھو

(۳) فقد لبثت فیکم عمرًا من قبله افلا تعقلون

(۴) ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین ۔ دیکھو

(۵) بالحق انزلناه و بالحق نزل۔ انا انزلناه فی لیلة القدر ۔ دیکھو

(۶) وما کنا معذبین حتی نبعث فی امها رسولًا۔ دیکھو

(۷) واتبعک الارذلون دیکھو

(۸) اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ دیکھو

۸ معیار ہیں ۔ (۱) رسول کو کثرت سے غیب پر اطلاع دی جاتی ہے۔ (۲) رسول غالب رہتا ہے ۔ (۳) رسول کی سابقہ زندگی بے عیب ہوتی ہے (۴) جھوٹے مدعی کا سلسلہ نہیں چلتا۔ اور وہ کاٹا جاتا ہے۔ (۵) وہ ضرورت حقہ کے وقت آتا ہے (۶) اسکے وقت عذاب آتا ہے۔ (۷) اسکے پیرو اول غربا ہوتے ہیں (۸) اس کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔

یہ معیار صداقت تمام انبیاء میں مشترکاً پائے جاتے ہیں لیکن ان کا ظہور تام نبی اعظم مجدد اکبر مصلح کل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زندگی میں ہو رہا ہے ۔ (۱) اس کو غیب یہاں تک بتلایا گیا کہ مابعد موت تک واقعات بتلا گئے (۲) وہ غالب رہا فأتوا بسورة من مثله کو دیکھ لو۔ (۳) اُس نے اپنی پاک اور بے لوث زندگی کو پیش کیا۔ (۴) وہ ہلاک نہ ہوا اور اس کا سلسلہ بڑھا۔ باوجودیکہ اسکے مخالف کثرت سے تھے لیکن واللہ یعصمک من الناس والا وعدہ پورا ہوا (۵) وہ ضرورت حقہ کے وقت آیا۔ دُنیا میں فسق و فجور آخری حد تک پہونچا ہوا تھا (۶) اسکے مخالفین مورد قہر ہوئے۔ (۷) پہلے اس کا خیر مقدم غربا نے ہی کیا۔ (۸) اس کا دین ایسی مضبوط چٹان پر قائم ہوا کہ آخری دین قرار پایا۔

(صلے اللہ علیہ وسلم)

نمبر ۶ ختم ہوا۔ اب نمبر ۷ شروع ہوتا ہے

(۷)

(۱) موجودہ مدعی اول تو "مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد" کا مصداق ہے۔ کیونکہ اس کا نام احمد ہے چنانچہ اسکے نام پیدا ہونے سے والد مرحوم نے ایک گاؤں بسایا جس کا نام احمد آباد رکھا۔ جناب نے جو جماعت تیار کی اُس کا نام احمدی جماعت رکھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب کا اصلی نام احمد ہی تھا۔ غلام صرف اظہار عقیدت ہے نیز اسلئے بھی کہ اسم کے معنے علامت کے ہیں۔ علامت میں خصوصیت ہوتی ہے۔ اب اس نام مبارک میں دو جزو ہیں۔ ایک غلام۔ دوسرا احمد۔ غلام تو مشترک ہے۔ کیونکہ حضور کے دوسرے بھائی غلام قادر مرحوم بھی غلام کے لفظ کو لئے ہوئے ہے۔ ہاں احمد بطور فصل کے ہے اور وہی اصلی نام ہوا جسنے علامت کا مفہوم ادا کیا۔ اسکے علاوہ مندرجہ ذیل قرائن بھی اسی بات کی تائید کرتے ہیں۔ کہ موعود احمد جیسا کہ محمد نہیں۔ ایسا ہی یہ بھی ہے۔ کہ وہ اُمت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے۔ وہ قرائن یہ ہیں:۔

(۱) وھو یدعی الی الاسلام ۔ ترجمہ (اور وہ یعنی موعود بشر اسلام کی دعوت دیا جائے گا)

(۲) یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواههم ترجمہ یہ چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے)

(۳) لیظهره علی الدین کله ۔ ترجمہ (کہ غالب کرے اسکو تمام ادیان پر)

(۴) هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم ترجمہ (کیا بتلاؤں میں تمہیں وہ سودا جو تم کو دردناک عذاب سے نجات دلائے)

یہ چہار قرائن اسی زمانہ پر اس آیت والی پیشگوئی کو چسپاں کرتے ہیں۔ کیونکہ (۱) وہ موعود اسلام کی دعوت دیا جاویگا۔ رسول اللہ تو خود اسلام کی طرف داعی تھے (۲) رسول اللہ کی مخالفت تلوار سے کیگئی۔ لیکن یہاں ذکر ہے کہ موعود کی مخالفت زبان سے ہوگی (۳) اس رسول کے بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ دین اسلام کو تمام مذاہب باطلہ پر غالب کر دکھلائے یہ بات رسول اللہ کے وقت میں نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ جناب کا مقابلہ تمام ادیان سے ہوا ہی نہیں۔ اب اسوقت یہ بات ہے۔ (۴) تجارت کا زور ہوگا۔ وہ اب ہے۔ پس اس سے بھی معلوم ہوا کہ موعود رسول اسی اُمت کا فرد ہوگا۔ اور کثرت تجارت اور امن اور موجودگی تمام مذاہب کے وقت ہوگا دوسرا یہ امر ہے کہ وہ اس قسم میں داخل ہے۔ جو کہ نمبر ۶ میں ذکر ہوئی۔ یعنی اسی اُمت کا ایک گروہ یا فرد ہونا چاہیئے جو کہ اس اُمت کی اصلاح کرے۔ پس مدعی ایسا ہی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ وہ ان تمام معیاروں کے رُو سے بھی صادق ہے۔ جو اُوپر ذکر ہوئے۔ مفصلاً ذیل میں ملاحظہ ہوں :۔ پہلا معیار۔ اظہار علی الغیب۔ حضرت موعودؑ نے ہزارہا اخبار قبل از وقت شایع کیں۔ جو بلفظہٖ صحیح ہوئیں۔ اور ہو رہی ہیں۔ بطور نمونہ بیس ۲۰ کے قریب تحریر ہیں :۔

(۱) یأتون من کل فج عمیق ۔ دُور دراز راستے طے کر کے چاروں طرف سے لوگ تیرے پاس آویں گے ۔ آئے اور آرہے ہیں ۔

(۲) مضمون بالا رہا ۔ یہ اسوقت کا ذکر ہے۔ جبکہ جلسہ مذاہب اعظم کے وقت حضور کا مضمون بھی صداقت اسلام میں پڑھا جانا تھا۔ تو حضور نے قبل از مضمون سنانے کے شائع کر دیا ۔ مخالفین نے بھی اقرار کیا کہ مضمون بالا رہا اسوقت کے فائل اخبارات دیکھ لو ۔

(۳) یأتونک رجال نوحی الیهم من السماء ۔ تیرے پاس ایسے آدمی آویں گے۔ جن کی طرف ہم خود وحی کرینگے ۔ ایسے آدمی کئی ہیں ۔

(۴) لیکھرام میعاد شش سالہ میں غیر معمولی طریقہ سے مارا جائیگا مارا گیا۔ چنانچہ مشہور ہی ہے ۔

(۵) مخالفت کے باوجود جماعت ترقی کریگی۔ جماعت بڑھ رہی ہے۔ اور مخالفت عیان ہے ۔

(۶) بنگالی کی دلجوئی ہوگی ۔ تقسیم بنگال کی ترمیم اس پیشگوئی کو صاف کیا ۔

(۷) غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون ۔ رُوم غالب بھی ہوئی اور مغلوب بھی ۔

(۸) تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد ۔ ایرانی حالت دیکھ لو

(۹) اپنی جماعت کو فرمایا کہ تم کو مسجدوں سے کوئی نہ روکیگا

(۱۰) ڈوئی ساکن امریکہ مدعی رسالت ۔ ہلاک ہوگا۔ اور اسکے سیحوں پر آفت آویگی ۔ ہلاک ہوا اور آفت آئی ۔

(۱۱) ۳۰ یوم میں یا ۳۰ تاریخ تک ایک نشان ظاہر ہوگا ہوا۔ اور وہ شعلہ آگ تھا۔ جو نمودار ہوا ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۲) طاعون کے پودے لگے ہی ہیں - گئے اور بار آور بھی ہوئے ٭

(۱۳) قادیان میں تباہی خیز طاعون نہ پڑے - چنانچہ ایسا ہی ہوا ٭

(۱۴) انی احافظ کل من فی الدار - (اہل خانہ کو محفوظ رکھوں گا) اب تک محفوظ ہیں اور رہینگے ٭

(۱۵) جماعت کئی لاکھوں تک پہنچے گی - اب بفضلہ سات لاکھ سے کچھ اوپر ہے -

(۱۶) اولاد دین کی خادم رہی جاویگی - دیکھ لو - کیا کیا خدمت دین کر رہی ہیں - اکرمہم اللہ ٭

(۱۷) عفت الدیار محلہا و مقامہا - زلزلہ سے تباہی ہوگی - ہوئی - کانگڑہ کو دیکھ لو - لاٹاں والی دیوی

(۱۸) میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا پہونچ رہی ہے ٭

(۱۹) مضمحل ہو جائینگے اس خوف سے رب جن و انس زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار واقعہ ہو گیا ٭

(۲۰) نالہاں خون کی چلینگی جیسے آب رود بار - چل رہی ہیں ٭

معیار نمبر ۲ - غلبہ (۱) تمام مخالفین مذہب اسلام زیر ہونگے - ان سے ہی پوچھ لو ٭

(۲) جلسہ مذاہب اعظم منعقدہ ۱۸۹۶ء میں حضور کا مضمون "صداقت اسلام" سب سے غالب رہا - یہ اقرار مغلوبیت تھا اور غلبہ حضور علیہ السلام ایسے طور پر ہوا - کہ جسکی تردید ناممکن ہے ۱۲ -

(۳) عربی میں کتب لکھیں جو موجود ہیں - بیش قرار انعامات مقرر کئے - لیکن سب ساکت رہے اور ہیں - یہ مطالبہ بعینہ اسی رنگ کا ہے جیسا کہ فاتوا بسورۃ کا مطالبہ تھا - نہ عرب اس سے عہدہ برآ ہو سکے - اور نہ اب کوئی ہو سکیگا - علماء امت کیوں نہیں - اس عقدہ کو حل کرتے - کیوں وہ مرد میدان نہیں نتیجہ آئیں اور اپنی فضیلت دکھائیں - لیکن ولن تفعلوا کہہ جاتا - اب ہزار باتیں بنائیں - کچھ بن نہیں سکتا ٭

(۴) مشایخان وقت - ہر ایک کی طرف رجسٹرڈ خطوط ارسال کئے - کہ آؤ اور اس قرب اور محبوبیت کو جو میرا رب میرے ساتھ رکھتا ہے - دیکھو اور آزماؤ - لیکن کوئی نہ آیا - اب موجود ہیں - بتلا دیویں - بات صرف یہ تھی کہ چالیس مریض مایوس العلاج لے لو - بیس مجھے دیدو - بیس تمام دنیا والے لے لیں - پھر خدا سے دعا مانگو - دیکھو خدا کس کا ساتھ دیتا ہے - لیکن سب کو اپنی اندرونی حالات سے اطلاع تھی یہ ہر دو فیصلجات ایسے آسان تھے کہ کچھ خرچ ہوتا تھا - نہ کوئی اور تکلیف تھی - لیکن کرتا کون - مامورین خدا کا مقابلہ کیا کوئی آسان امر ہے - فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین - پس موعود رسول کو ہر چہار طریقہ سے غلبہ ہوا

معیار نمبر ۳ - سابقہ زندگی بے لوث ہو - (۱) موجودہ وقت کا زندہ مخالف موجود ہے - اس کا ریویو موجود ہے بطور شہادت کے طلب کرو - اور دیکھ لو - کیسے پاک الفاظ قدرت کا زبردست ہاتھ اس کی زبان سے نکلوا رہا ہے - اور کیسا مقوی ہاتھ اسکے قلم کو تحریر کی حرکت دے رہا ہے وہ لکھتا ہے کہ تیرہ صدیاں گذرتی ہیں - ایسی خدمت کسی نے نہیں کی - اب وہ ہزار مخالفت کرے - لیکن یہ اسکی دستخطی تحریر اس کو نادم کرتی رہے گی - اور جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جاویگا - موعود کا شان بڑھتا جاویگا (صلے اللہ علیہ وسلم)

(۲) غض بصر - قادیان کی ہندو عورتیں حسب عادت برہنہ غسل کر رہی تھیں کہ حضور کو آتے دیکھا - کسی نے کہا کوئی مرد ہے - بیچ میں ایک بولی - اری وہ تو مرزا جا (مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہے اسے تو کچھ نظر ہی نہیں آتا یہ وہ شہادت ہے - جو حضور کی پاک اندرونی پر شہادت حقہ کے طور پر پیش ہو سکتی ہے - ایک مسلمان کے ایک واقعہ کا ہندو عورتوں تک شہرت پا جانا اور بطور جزم کے بیدھڑک سنانا - چونکہ مضمون مختصر ہے اسلئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں - ورنہ ہر ایک خلق حسن کا الگ عنوان قائم ہو سکتا ہے - اور اسپر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے - دیگ کا ایک چاول دیکھ لو - اب تک حضور کے مکذبین کے دوست صرف شہادت حقہ کے ادا کرنے کے لئے خداوند عالم نے موجود رکھے ہیں - ان سے شہادت لے لو - انکی زندگی سانتے ہے - کوئی اعتراض کرو ٭

معیار نمبر ۴ - مدعی کاذب ۲۳ سال کی عمر نہیں پا سکتا بقول بعض ۱۰ سال - ۵۰۰ روپیہ نقد انعام مشتہر ہے - پیش کرو اور پالو - دعوے جب تک کہ اسکے برخلاف ثابت نہیں ثابت ہی ہے - مسیلمہ کذاب ۹ سال زندہ رہا - ایسا ہی موجودہ ڈوئی جلد ہلاک ہو گیا - اب مدعی کے ذمہ ہے کہ وہ ایسا ایک مدعی لائے - جو تیس سال سے زائد عمر پا گیا ہو - موعود رسول بعد از دعوے وحی نبوۃ ۲۳ سال سے زائد زندہ رہا

معیار نمبر ۵ - ضرورت حقہ کے وقت آوے - بیشک موعود رسول عین ضرورت کے وقت آیا - عملی حالت خراب ہے - اعتقادی حالت گندی ہے - باہمی اختلافات اسقدر ہیں - جن کا شمار انسانی قدرت سے باہر ہے - لیحکم بینھم کے ماتحت آیا - لو گند دور کئے - باہمی اختلافات مٹائے - اسکے ہم نشین اعتقادی اور عملی گندوں سے صاف کئے گئے - اور اختلافات کا فیصلہ عجیب طریقہ سے کیا - من شاء فلینظر الی کتبہ (علیہ السلام)

معیار نمبر ۶ - عذاب - ہلاکت مخالفین - عذاب آیا - طاعون زلزلہ - قحط - لڑائی - مخالفین ہلاک ہوئے - لیکھرام ڈوئی چراغ الدین جمونی - غلام دستگیر قصوری - عبداللہ اتھم وغیرہ بعض بعدھم فی طغیانھم کے ماتحت زندہ ہیں - مثلاً مولوی ثناء اللہ وغیرہ ٭

معیار نمبر ۷ - یہاں بھی اول غربا نے ہی قدم رکھا چنانچہ ظاہر ہی ہے ٭

معیار نمبر ۸ - سلسلہ بفضلہ قائم ہے - پھل پھول رہا ہے اور حسد جل رہے ہیں - پس موجودہ مدعی ان معیاروں کے رو سے جو اوپر ذکر ہوئے صادق ہے ٭

(نمبر ۸) پارہ ۲۴ کی پہلی آیت فمن اظلم ممن کذب علی اللہ او کذب بالصدق اذ جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکافرین جھوٹا مدعی اور صداقت کا مکذب دونوں اظلم ہیں - یعنے دونوں بڑھ چڑھ کر ظالم ہیں - اور دونوں کا ٹھکانا جہنم ہے جو جو کفار کی جگہ ہے - پس اگر معاذ اللہ مدعی کاذب ہے تو وہ کافر اور اگر صادق ہے اور ضرور ہے تو اسکے منکرین اس خطاب کے نیچے ہیں - اور اسی نام کے مستحق ہیں - اور کفار کا ٹھکانا جہنم ہے - (اعاذنا اللہ منہ) کونوا مع الصادقین - صادق کا ساتھ دو اور اسکے ہمراہ ہو جاؤ ٭

یہاں حصہ اول ختم ہوا - اب اسکے بعد حصہ دوم میں مدعی کے متعلق اور پہلو سے بحث ہو گی - انشاء اللہ - فقط ٭

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پبلشر نے شائع کیا)